مدارس کا نظام......افادیت اور برکات

مولانا قاری سعید الرحمنؒ

برصغیر میں انگریز کی آمد اور تجارت کے نام پر مکارانہ اور جارحانہ قبضے سے قبل مسلمانوں کا اپنا نظام تعلیم تھا، اس نظام سے مسلمانوں کی دینی و دنیوی ضروریات پوری ہوتی تھیں، انگریز نے اپنا نظام تعلیم مسلط کر کے مسلمانوں کو اپنے ماضی، تاریخ اقتدار اور دین مذہب سے دور رکھنے کی منظم کوشش کی اور وہ ایک حد تک اس میں کامیاب رہا، مسلمانوں نے انگریز کی اس تعلیمی سفاکی اور جارحانہ اقدامات سے مجبور ہو کر اور اپنے متاع دین کی حفاظت کے لئے دینی مدارس کا ایک نظام مرتب کیا، جو تقریباً ایک سو چالیس سال سے مسلسل کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے جس کا آغاز دارالعلوم دیوبند، پھر مظاہر العلوم سہارنپور، شاہی مدرسہ مرادآباد، جامعہ اسلامیہ ڈابھیل اور ندوۃ العلماء لکھنو سے ہوا۔ پاکستان بننے کے بعد اس کی شاخیں ہزاروں کی تعداد میں ملک بھر میں پھیلیں۔

انگریزی اسکولوں میں وہی لارڈ میکالے کا نظام تعلیم جاری ہے جو برطانیہ اور مغربی ممالک میں معمولی تبدیلیوں کے ساتھ چل رہا ہے، ان انگریزی اداروں میں ان سب اصولوں کو اپنانے کی کوشش کی جاتی ہے جو سامراجی طاقت انگریز نے بنائے تھے، یہاں تک کہ تعطیلات کا نظام، تفریح اور سال کے دوران تعلیمی چھٹیاں، یہ سب سامراجی نقطہ نگاہ کے مطابق ہوتی ہیں، انگریز اگر کرسمس کی چھٹی کرتا ہے، یہ ان کا مذہبی تہوار ہے، تو ہم بھی ان کی پیروی میں بڑا دن اور کرسمس کے نام پر چھٹی کرتے ہیں، جو کچھ پڑھایا جاتا ہے، وہ تو ہے ہی ان کی نقل، باقی معاملاتِ داخلہ، تعطیل اور نظام سب انگریز کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق ہم اس پر عمل پیرا ہیں، اب تو خیر لباس اور یونیفارم کے بارے میں بھی ہم نے طوق غلامی کے ہر اصول کو اپنایا ہوا ہے، ٹائی جو عیسائی لباس کا ایک مذہبی نشان تھا، مسلسل پہنتے پہنتے اب انگریز بھی اس بے فائدہ چیز سے عاجز آچکے ہیں اور آہستہ آہستہ اس کو ترک کر رہے ہیں، لیکن ہم نے ایک نئے عزم کے ساتھ سرکاری اسکولوں کے علاوہ پرائیویٹ اسکولوں میں بھی چھوٹے چھوٹے اور معصوم بچوں سے لے کر بڑے بچوں تک کو ٹائی پہنانی

شروع کردی ہے، وہ دیہاتی علاقے، جہاں ابھی مشرقی تہذیب اوراپنے مذہب وتمدن کے اثرات کسی نہ کسی حد تک باقی ہیں، وہاں بھی سخت گرم موسم میں معصوم بچوں کے گلوں میں عیسائی تہذیب کی نشانی ''ٹائی'' نظر آرہی ہے اور مشرقی لباس شلوار کے بجائے پینٹ پہنادی گئی، سادہ لوح والدین سمجھتے ہوں گے کہ انگریزی لباس پہنانے سے بچوں کی تعلیمی قابلیت دوبالا ہوجائے گی...... ہماری یہ حرکات مرعوبیت کا نتیجہ ہیں، ہم اپنا سب کچھ چھوڑ کر غیروں کی غلامی میں فخر سمجھتے ہیں، کیا کسی مغربی ملک کے کسی اسکول میں اپنے تہذیبی لباس کے علاوہ کسی مشرقی ملک کا لباس پہنایا جاتا ہے، وہاں تو مسلمان بچیوں کو اسکولوں میں اسکارف پہننے کی بھی اجازت نہیں، ترکی بیچارے مرعوب ملک کا حال تو معلوم ہے کہ قومی اسمبلی کی ایک ممبر خاتون کو اسکارف پہننے کے ''جرم'' میں نہ صرف قومی اسمبلی کی ممبری بلکہ ترکی قومیت اور نیشنلٹی سے بھی ہاتھ دھونے پڑے، ہم بھی اسی راستے پر گامزن ہیں اور آہستہ آہستہ اپنی تہذیب اور کلچر کی بساط لپیٹتے جارہے ہیں۔

مدارس کا نظام الاوقات، تدریس وتعلیم کے ایام، تعطیلات اور رخصتیں سب کا تعلق اسلامی اور قمری مہینوں سے ہے، جس کا ذکر سورہ بقرہ کی آیات ۱۸۹ میں ہے، انہی قمری مہینوں کے ساتھ اسلامی احکام، حج، رمضان، عیدین، زکوٰۃ اور عدت وغیرہ کا تعلق ہے، اسی لئے مفسرین نے فرمایا ہے کہ چونکہ شرعی امور کا دارومدار قمری حساب پر ہے، اسی لئے اس کا محفوظ رکھنا فرض کفایہ ہے۔ آج صورت حال یہ ہے کہ اسکولوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو جنوری، فروری کے مہینے تو یاد ہوں گے، لیکن اسلامی مہینوں میں ایک کا بھی نام معلوم نہ ہوگا، رمضان المبارک کا مہینہ برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ ہے، اس ماہ کی عبادات کا اثر اور برکات پورے سال پر حاوی ہوتی ہے، رمضان کی برکات سے مالا مال ہونے کے بعد اس سے اگلے ماہ شوال میں دینی مدارس کے تعلیمی سال کا آغاز ہوتا ہے کہ رمضان کی برکتوں سے قلب ودماغ روشن ہوتے ہیں اور ایک نئے روحانی جذبہ سے مدارس کے طلبہ علوم دینیہ کے حصول میں مشغول ہوجاتے ہیں، مدارس میں کوئی ''ڈے'' وغیرہ نہیں منایا جاتا، بلکہ ان ''ڈیز'' میں مزید تعلیمی مشغولیتوں سے مصروفیت رکھی جاتی ہے، صرف عیدالاضحیٰ کے موقع پر چھٹی ہے کہ شریعت نے اس کی طرف رہنمائی کی ہے، یہاں سرکاری اسکولوں کی طرح چھ ماہ پڑھائی اور چھ ماہ چھٹی نہیں ہوتی، مسلسل نو دس ماہ پڑھائی ہوتی ہے۔

تعلیمی سال کا آخری مہینہ رجب کا ہوتا ہے، جو ان چار مہینوں میں سے ہے، جن کو اشہر حرم (یعنی چار مقدس مہینے) کہا جاتا ہے، مدارس میں ہفتہ وار چھٹی جمعہ کو ہوتی ہے، اس کا رواج حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے سے ہے، منقول ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام کے سفر سے مہینوں کے بعد مدینہ واپس ہوئے تو اہل مدینہ اوران کے ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلے، یہ جمعرات کا دن تھا، سب نے مدینے کے باہر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رات بسر کی اور جمعہ کو شہر میں آئے، چونکہ سب تھکے ماندے تھے، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آرام کرنے کے لئے جمعہ کو رخصت دے دی، اس وقت سے اس تعطیل کا رواج ہوا۔

ایوب بن حسن رافعی کا بیان ہے کہ ”ہم لوگ ہر جمعہ کو مدینے کے مکتب کے لڑکوں کے ساتھ باہر نکلتے اور احد کے قریب مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مدرسے کے لڑکوں کو دیکھتے کہ عربی گھوڑوں پر شہسواری کرتے۔“ ابن مجاہد مقری بچوں کو تعلیم دیتے تھے، انہوں نے ایک بھاری بھرکم آدمی کو دیکھ کر کہا: ”ھو اثقل من یوم السبت علی الصبیان“ یعنی بچوں پر سنیچر کا دن جس قدر بھاری اور گراں گزرتا ہے، یہ شخص اس سے بھی زیادہ ثقیل ہے۔

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن مکاتب و مدارس میں تعطیل ہوتی تھی اور بچوں کو سنیچر کے دن مکتب جانا گراں معلوم ہوتا تھا، گویا مدارس نے ان معاملات میں بھی اسلاف سے اپنا تعلق جوڑے رکھا ہوا ہے، مدارس کے تعلیمی سال کے آخر میں پورے ملک میں روح پرور تقاریب ہوتی ہیں، بڑے مدارس اور جامعات میں ”ختم بخاری شریف“ کے عنوان سے محافل منعقد ہوتی ہیں، ان مجالس میں علماء و طلباء کے ساتھ عام دیندار طبقہ بھی شریک ہوتا ہے، اس موقع پر بڑے بڑے محدث، علماء، خطیب اور دانشور اپنے اپنے انداز میں عوام اور طلبہ کو قرآن و حدیث کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں، یہ محافل و مجالس بیک وقت خواص و عوام سب کے لئے یکساں مفید ہوتی ہیں، بخاری شریف کی آخری حدیث کے درس میں توحید کا پرچار، فرق باطلہ کی تردید، آخرت کی طرف رجوع، ذکر اللہ کی اہمیت، قرآنی مباحث، عدل اور ظلم کی تاریخ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دینی خدمات کے تذکرے تفصیل سے ہوتے ہیں، اس موقع پر طلبہ کو آنے والے مستقبل کے چیلنجوں کے بارے میں بھی آگاہ کیا جاتا ہے اور اس کے لئے مکمل تیاری کی تلقین کی جاتی ہے۔

عوام کے لئے یہ تقریبات اس لئے بھی اہم ہیں کہ مدارس صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور عام دیندار مسلمانوں کے مالی تعاون سے چلتے ہیں، مسلمان اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ وہ جو مالی تعاون مدارس سے کر رہا ہے، اس کے بہترین نتائج اس کے سامنے ہیں۔

دینی مدارس نہ امریکی ڈالروں کے محتاج ہیں، نہ ”این جی اوز“ کی طرح یہود و نصاریٰ کے امداد کے، مدارس اور وفاق المدارس نے ان سب دلکش ترغیبات کو مسترد کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ مسلمانوں کے غیرت ایمانی سے یہ مدارس اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ سورہ بقرہ کی آیت ۲۷۳ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ”صدقات کا اصل حق ان حاجت مندوں کو ہے، جو اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں، وہ لوگ ملک میں چل پھر نہیں سکتے، ناواقف ان کو مالدار سمجھتے ہیں، ان کے سوال سے بچنے کے سبب تم ان کو ان کے چہرے سے پہچانتے ہو، وہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں پھرتے اور جو مال خرچ کرو گے، بے شک وہ اللہ کو معلوم ہے۔“

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فرمایا ہے کہ ”اس آیت کے مصداق سب سے زیادہ وہ حضرات (طلبہ) ہیں جو علوم دینیہ کی اشاعت میں مشغول ہیں۔“ اس بنا پر سب سے اچھا مصرف

طالب علم ٹھہرے اوران پر جو بعض نا تجربہ کاروں کا یہ طعن ہے کہ ان سے کمایا نہیں جاتا، اس کا جواب قرآن شریف میں دے دیا گیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص ایسے دو کام نہیں کر سکتا، جن میں سے ایک میں یا دونوں میں پوری مشغولیت کی ضرورت ہو اور جس کو علم دین کا کچھ ذوق ہوگا، وہ مشاہدہ سے سمجھ سکتا ہے کہ اس میں پوری طرح منہمک اور مشغول رہنے کی ضرورت ہے، اس لئے اس کے ساتھ مال کمانے کا شغل جمع نہیں ہو سکتا اور اس کے کرنے سے علم دین کی خدمت ناتمام اور غیر مکمل رہ جاتی ہے۔

ملک میں ہزاروں چھوٹے مدارس حفظ و تجوید کے، خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور ہزاروں حفاظ وقراء ہر سال قرآن کریم کی معجزانہ حفاظت میں مصروف عمل ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ معاشرے کا ہر طبقہ جن میں بڑے بڑے سول وفوجی افسران، کارخانہ دار اور سرمایہ دار اپنے بچوں کو حفظ قرآن کے لئے مدارس میں داخل کر رہے ہیں اور آخرت میں اپنی عزت وافتخار اور شفاعت وسفارش کا ذریعہ بنا رہے ہیں، مدارس دینیہ کا اتنا مضبوط اور کڑا انظام ہے کہ ''وفاق المدارس'' کے سالانہ امتحان میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں طلبہ شریک ہوتے ہیں اور تقریباً ۱۵ لاکھ طلبہ کے تعلیم کا انتظام اور دیگر امور اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں، امتحانات کا ایسا بہترین نظام ہے کہ پورے ملک میں بیک وقت یہ سسٹم جاری رہتا ہے، جو دھاندلیاں سرکاری امتحانات میں ہوتی ہیں، اس کا تصور بھی یہاں نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ مدارس کے اس نظام کو بین الاقوامی اور ملکی سازشوں سے محفوظ رکھے اور ہم سب کو اخلاص سے دین اور علم دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی رحمہ اللہ کا سانحہ ارتحال

3 ربیع الثانی 1434ھ بمطابق 14 فروری 2013ء بروز جمعرات حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنیؒ وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
آپ 1939ء میں لدھیانہ متحدہ ہندوستان میں پیدا ہوئے، پھر تقسیم ہند کے بعد کراچی منتقل ہوگئے، شروع ہی سے تبلیغی جماعت سے وابستہ تھے۔ جس وقت حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ، تبلیغی جماعت کے دوسرے امیر مقرر ہوئے تو آپ ان سے بیعت ہوگئے۔ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کی وفات کے بعد آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ سے بیعت ہوگئے، حضرتؒ نے آپ کو خلافت بھی عطاء فرمائی۔

تیس سال کی عمر میں دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور 1974ء میں جامعہ بنوری ٹاؤن سے فاتحہ فراغ پڑھا، آپ کے اساتذہ حدیث میں حضرت بنوریؒ، حضرت مولانا فضل محمد سواتیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ اور مفتی ولی حسن خان ٹونکیؒ وغیرہ اکابر شامل ہیں جب کہ ہم درس ساتھیوں میں مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور مولانا قاری مفتاح اللہ صاحب (استاذ الحدیث جامعہ بنوری ٹاؤن) شامل ہیں۔ بعد از فراغ جامعہ ہی میں پڑھانا شروع کیا پھر 1982ء میں کراچی کے پوش علاقے بہادر آباد میں معہد الخلیل الاسلامی کے نام سے ادارہ قائم کیا جس کا شمار ممتاز دینی اداروں میں ہوتا ہے۔ آپؒ کی پوری زندگی درس وتدریس، اصلاح وارشاد اور دعوت وتبلیغ سے عبارت تھی، تواضع سادگی اور نرم خوئی کے پیکر تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ، سات عالم دین بیٹے اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔
ادارہ وفاق، پسماندگان اور متعلقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کی کامل مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین